عرب جمہوریہ مصر ۱۱ رجب ۱۴۴۱ھ

وزارت اوقاف ۶ مارچ ۲۰۲۰ء

سورۂ حجرات اور انسانی اقدار

قرآن کریم کی بہت سی آیات میں مکارم اخلاق اور اعلی انسانی اقدار کا ذکر کیا گیا ہے، بلکہ بعض پوری سورتیں ہی ایک اعلی اور بہترین معاشرے کے اصول وضوابط وضع کرنے کے لئے نازل ہوئی ہیں، جیسا کہ سورۂ حجرات ہے جس میں بہت سے اعلی اخلاق اور انسانی اقدار کا ذکر کیا گیا ہے، جن میں سے چند اخلاق اور انسانی اقدار کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں:

☆ **تمام امور میں تحقیق وتمحیص کام لینا**، بالخصوص جب معاملہ لوگوں سے تعلق رکھتا ہو تو اس وقت تحقیق کرنا اور بھی زیادہ اہمیت اختیار کر جاتا ہے، ارشاد باری ہے: {**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ**}" اے مسلمانو ! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ"۔ اسلام ہر چیز کی بنیاد تحقیق اور یقین پر رکھتا ہے، جب وقت ہدہد سلیمان علیہ السلام کے ایک ایسی قوم کی خبر لے کر آیا جو اللہ کو چھوڑ کر سورج کی پوجا کرتے ہیں، اور اس نے اسے ایک بہت بڑی خبر قرار دیا، تو سلیمان علیہ السلام نے اس کی بات کو من وعن قبول نہیں کر لیا، بلکہ اس کی تحقیق وتفتیش کی، اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ان کی زبانی ارشاد فرمایا: {**قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الكَاذِبِينَ**}" سلیمان نے کہا: اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹا ہے"۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:" آدمی کے لئے یہ گناہ ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کر دے"، امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عموما انسان سچی جھوٹی باتیں سنتا رہتا ہے،

پس اگر وہ ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کر دے گا تو وہ ایسی بات کہنے کی وجہ سے جھوٹا ہو جائے جس کا حقیقت میں کوئی وجود ہی نہیں ہے، اور ایک شخص عمر بن عبد العزیز کے پاس آیا اور کسی دوسرے شخص کے بارے میں کوئی بات ذکر کی، عمر بن عبد العزیز نے کہا: اگر تو چاہے تو ہم تیری بات کی تحقیق کرتے ہیں، پس اگر تو جھوٹا ہوا تو تیرا شمار ان لوگوں میں ہو گا جن کے بارے میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: {إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا}" اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو"۔ اور اگر تو سچا ہوا تو تیرا شمار ان لوگوں میں ہو گا جن کے بارے میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: {هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ}" بے وقار، کمینہ عیب گو، چُغَل خور"۔ اور اگر تو چاہے تو ہم تجھ سے درگزر کرتے ہیں، اس نے کہا: اے امیر المومنین! مجھے معاف کرو، میں دوبارہ کبھی ایسا نہیں کروں گا، اگر ہم میں سے ہر شخص کوئی حکم صادر کرنے، یا اپنے تک پہنچنے والی ہر بات کو پھیلانے سے پہلے تحقیق و تفتیش کر لے تو جھوٹی افواہوں کا کوئی اثر باقی نہیں رہے گا، اور اور لوگوں کے درمیان جھوٹی افواہوں کو ہوا دینے والے ختم ہو جائیں گے۔

☆ **غیبت سے دور رہنا :** ارشاد باری ہے: {وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ}" اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گِھن آئے گی، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے"۔ اور ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟)، صحابہ نے عرض کی، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: (غیبت تیرا اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات ذکر کرنا ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہو)، عرض کی گئی کہ یہ بتائیں کہ اگر وہ بات میرے بھائی میں پائی جائے جو میں اس کے بارے میں کہہ رہا ہوں؟، آپ

علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: (اگر اس میں وہ بات پائی جائے جو تو کہہ رہا ہے تو تو نے اس کی غیبت کی، اور اگر وہ بات اس میں نہ ہو تو تو نے اس پر بہتان باندھا)، انسان اسی وقت لوگوں کی غیبت کرنے لگتا ہے جب وہ اپنے عیبوں کو چھوڑ کر لوگوں کے عیبوں پر نگاہ رکھنے میں مشغول ہو جاتا ہے، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "تم میں ایک شخص کو اپنے بھائی کی آنکھ میں ایک تِنکا بھی نظر آ جاتا ہے، جبکہ اپنی آنکھ میں پورا تنا بھول جاتا ہے"۔ بلکہ انسان اس بات کا پابند ہے کہ وہ اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس شخص نے اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالی قیامت کے دن اس کے چہرے سے جہنم کی آگ دور کر دے گا"۔

☆ **عیب جوئی سے پرہیز کرنا:** ارشاد باری ہے: {وَلا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ} "اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ"۔ دوسری جگہ پر ارشاد باری ہے: {وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ} "بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کے لئے جو عیب ٹٹولنے والا غیبت کرنے والا ہے"۔ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں، ان پر عیب لگاتے ہیں، انہیں ناپسندیدہ ناموں اور القابات سے پکارتے ہیں، اس آیت میں لوگوں پر نکتہ چینی کرنے اور عیب جوئی کرنے والوں کو متنبہ کیا گیا ہے اور ان کو سخت وعید سنائی گئی ہے، ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ: "جس وقت ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا گیا تو ہم ایک دوسرے کا بوجھ اٹھا رہے تھے، ابو عقیل اپنا آدھا صاع کر حاضر ہوا، ایک اور شخص اس سے زیادہ مال لے کر حاضر ہوا، تو منافقوں نے کہا کہ اللہ تعالی اس صدقہ سے بے نیاز ہے، اور اس شخص نے یہ صدقہ ریاکاری کے لئے کیا ہے، چنانچہ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی: {الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لاَ يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ} "جو لوگ ان مسلمانوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں جو دل کھول کر صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جنہیں

سوائے اپنی محنت و مزدوری کے اور کچھ میسر ہی نہیں، پس یہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں، اللہ بھی ان سے تمسخر کرتا ہے انہی کے لئے دردناک عذاب ہے"۔

☆ **لوگوں کا مذاق نہ اڑانا:** حقیقی مومن کسی کا مذاق نہیں اڑاتا، ارشاد باری ہے: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَى أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَى أَن يَكُنَّ خَيْرًا منهن} "اے ایمان والو ! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں"۔ اسلام نے ہمیں دوسرے کے لئے تکلیف کا باعث بننے والی ہر چیز سے منع کیا ہے، ایک مومن کی صفات یہ ہیں کہ وہ کسی کے لئے تکلیف کا باعث نہیں بنتا، اور اس سے لوگوں اور انسانیت کو صرف بھلائی اور نفع ہی ملتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے جذبات کے لئے تکلیف کا باعث بننے والے ہر قول و فعل اور اشارے سے منع کیا کرتے تھے، آپ ایک انسان میں ایسے اخلاق پیدا کرتے تھے جس سے لوگوں کی نگاہ میں اس کا مقام و مرتبہ بلند ہو جاتا، ام موسی بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا، تو آپ نے ان کے فضائل بیان کرنے کے بعد کہا کہ ایک مرتبہ وہ اپنے دوستوں کے لئے پھل اتارنے کے لئے ایک درخت پر چڑھے، تو ان کی کمزور پنڈلیوں کی وجہ سے ان کے ساتھی ہنس پڑے، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: تم کسی بات پر ہنس رہے ہو؟ یہ کمزور پنڈلیاں قیامت کے دن میزان میں احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہوں گی"۔

برادرانِ اسلام:

سورۂ حجرات میں سب سے اہم جس انسانی قدر کا ذکر کیا ہے وہ **بھائی چارہ اور لوگوں کے درمیان صلح کرانا ہے،** ارشاد باری ہے: **{إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ}** "سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔ لوگوں کے درمیان صلح کرانا وہ سب سے اہم انسانی قدر ہے جس کی اس سورت نے ترغیب دی ہے، اور ہمارا دین متین بھی اس کی تعلیم دیتا ہے جس کا مقصد ایک مستحکم انسانی معاشرے کو قائم کرنا، اور تمام تر اختلافات سے دور رہتے ہوئے باہمی پیار و محبت کے ماحول میں بقائے باہمی کو فروغ دینا ہے، اور یہی تمام تر اختلافات اور نزاعات کا حل ہے۔

اور خاندانی سطح پر جب میاں بیوی کے درمیان اختلاف ہو جائے اور اس کو حل کرنا ناممکن نظر آرہا ہو تو اسلام نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ان دونوں کے اہلِ خانہ میں سے نیک پرہیزگار افراد کو ان کے درمیان صلح کرانے کی دعوت دیں، ارشاد باری ہے: **{وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا}** " اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان آپس کی ان بن کا خوف ہو تو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرو، اگر یہ دونوں صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ دونوں میں ملاپ کرا دے گا، یقیناً خوب پورا علم رکھنے والا پوری خبر رکھنے والا ہے"۔

اور اس باہمی صلح کے جذبے کا دائرۂ کار معاشرے کو بھی شامل ہے تاکہ معاشرے میں باہمی صلاح صفائی کا دور دورہ ہو، ارشاد باری ہے: **{لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا}** "ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی خیر

نہیں، ہاں البتہ بھلائی اس کے مشورے میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم دے اور جو شخص صرف اللہ تعالی کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادے سے یہ کام کرے اسے ہم یقیناً بہت بڑا ثواب دیں گے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی جزا اور ان میں فتنہ و فساد اور اختلافات پیدا کرنے کے شر کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "کیا میں تمہیں نماز اور صدقہ سے بھی ایک درجہ بہتر چیز کے بارے میں نہ بتاؤں ؟ صحابہ نے عرض کی، ضرور اللہ کے رسول، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: لوگوں کے درمیان صلح کرانا، جبکہ ان کے درمیان اختلاف پیدا کرنا تباہ کر دینے والی چیز ہے"۔

حقیقی مومن لوگوں کے درمیان صلح کرانے کو اپنا ضابطہ حیات بنالیتا ہے، ہم یہاں بھی اسے دیکھیں گے سراپائے خیر پائیں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کچھ لوگ بھلائی کی راہیں کھولنے والے اور برائی کی راہ بند کرنے والے ہیں، اور کچھ لوگ برائی کی راہیں کھولنے والے اور بھلائی کی راہیں بند کرنے والے ہیں، خوشخبری ہے ان لوگوں کو جن کے ہاتھوں میں اللہ تعالی نے بھلائی کی کنجیاں رکھ دی ہیں، اور ہلاکت ہے ان لوگوں کے ہاتھوں میں اللہ تعالی نے برائی کی کنجیاں رکھ دی ہیں"۔

اے اللہ! ہمیں اعلی اخلاق کی توفیق عطا فرما، اور عالم اسلام کے تمام ممالک ہر برائی سے محفوظ رکھ۔ آمین